مولانا محمد شہاب الدین ندوی

(۳)

نکاح کی اہمیت اور اُس کا فلسفہ

اسلامی شریعت میں!

الولد من ریحان الجنۃ	لڑکا جنت کا پھول ہوتا ہے۔[1]
ریح الولد من ریح الجنۃ	بچے کی خوشبو جنت کی خوشبو ہوتی ہے[2]

اسی بنا پر بعض روایات میں آتا ہے کہ جس گھر میں بچے نہ ہوں اس میں خیر و برکت بھی نہیں ہوتی

بیت لاصبیان فیہ لابرکۃ فیہ[3]	جس گھر میں بچے نہ ہوں اس میں برکت نہیں ہوتی

ان تمام احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاحی زندگی اختیار کرنے، پاکیزہ زندگی گذارنے اور بیوی بچوں کی صحیح دیکھ بھال اور ان کی صحیح تربیت پر ابھارا گیا ہے

اسلام میں کثرت اولاد کی اہمیت

بعض احادیث و روایات میں شادی بیاہ کرنے اور زیادہ سے زیادہ اولاد کی تحصیل پر ابھارا گیا ہے۔ اور اس کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن دیگر امتوں کے مقابلے میں امت اسلامیہ کی کثرت ثابت ہو۔

تناکحوا تکثروا، فانی اباھی بکم الامم یوم القیامۃ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آپس میں ایک دوسرے سے نکاح کرو تاکہ تمہاری کثرت ہو جائے۔ میں اس بنا پر قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا[4]
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمر بالباءۃ وینھی عن التبتل نھیاً	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا حکم کرتے اور تجرد کی زندگی گذارنے کی سختی کے

---

[1] کنز العمال ۱۶/۲۷۳ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت [2،3] ایضاً

[4] مصنف عبدالرزاق ۶/۱۷۳۔ باب وجوب النکاح وفضلہ مجلس علمی گجرات

شدیدًا، ویقول تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر الانبیاء بکم یوم القیامۃ

ساتھ ممانعت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ تم زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو[۱] کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے ذریعہ دیگر انبیاء پر فخر کروں گا۔[۲]

انکحوا امھات الاولاد، فانی اُباھی بھم یوم القیامۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اولاد والی ماؤں (یعنی زیادہ بچے جننے والیوں) سے نکاح کرو تاکہ میں قیامت کے دن اُن کے ذریعہ فخر کرسکوں۔[۳]

تزوجوا فانی مکاثر بکم الامم ولا تکونوا کرھبانیۃ النصاری

اے مسلمانو تم نکاح کرو (تاکہ زیادہ بچے پیدا ہوں) میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر فخر کروں گا اور تم عیسائیوں کی طرح رہبانیت اختیار مت کرلینا۔[۴]

اسلام میں کثرت اولاد کی اس قدر اہمیت ہے کہ ایک خوبصورت مگر بانجھ عورت کے مقابلہ میں زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت کو بہتر قرار دیا گیا ہے اگرچہ وہ بذات خود خوبصورت نہ ہو۔ چنانچہ احادیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آکر عرض کرتا ہے کہ میں نے ایک اچھے خاندان کی اور خوبصورت عورت کو پالیا ہے مگر یہ کہ وہ بانجھ ہے۔ تو کیا میں اس سے بیاہ کرلوں؟

اس کے جواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نہیں۔ پھر وہ دوبارہ آتا ہے تو آپ اسے دوبارہ منع فرماتے ہیں پھر وہ سہ بارہ آتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ

تزوجوا الودود الولود، فانی مکاثر بکم الامم

تم محبت کرنے اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے بیاہ کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن

---

[۱] یعنی ایسے خاندان میں نکاح کرو جس کی عورتیں زیادہ بچے جننے والی اور زیادہ محبت کرنے والی ہوں [۲] سنن ابی سعید بن منصور ۱۳۲۔ سنن کبری بیہقی ۷/۸۱-۸۲، صحیح ابن حبان ۷/۳۴۳، مسند احمد ۳/۱۵۸، ابن طبرانی اوسط بحوالہ مجمع الزوائد ۴/۲۵۲ [۳] الفتح ربانی (ترتیب مسند احمد) مرتبہ احمد عبدالرحمن البناء ۱۶/۱۴۵، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ [۴] السنن الکبری، منقول از کنز العمال ۱۶/۲۵۷

لاتزوجوا عجوزًا ولا عاقرًا، فانی مکاثر بکم الامم۔

تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔[1]
تم کسی بڑھیا یا بانجھ عورت سے نکاح نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔[2]

ان احادیث کے ملاحظہ سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ازدواجی اور خاندانی زندگی کی راہ میں اسلامی شریعت کا مزاج کیا ہے۔ نیز ان روایات سے یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اسلام کی نظروں میں موجودہ دور کی خاندانی منصوبہ بندی یا برتھ کنٹرول ایک معیوب چیز ہے کیونکہ ہر شخص کا بندھا ہوا رزق اللہ کی طرف سے برابر پہنچتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا رب اور پروردگار ہے۔ رزق کی چابیاں انسان کے ہاتھ میں نہیں بلکہ خالق ارض و سما کے دست قدرت میں ہیں۔ لہذا انسان کو اس بارے میں خواہ مخواہ پریشان ہو کر اپنا وظیفہ حیات ترک نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ حسب ذیل ارشادات باری اس سلسلے میں دلیل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں:۔

وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا
(ھود ۶)

اور روئے زمین پر جو بھی جاندار ہے اس کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہ اس کے عارضی اور مستقل ٹھکانوں سے بخوبی واقف ہے۔

وکاین من دابۃ لاتحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم
(عنکبوت ۶۰)

اور کتنے ہی جاندار ایسے ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی انہیں اور تمہیں رزق دیتا ہے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔
(طلاق ۲-۳)

جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت نکال دیتا ہے اور اسے اس طریقے سے رزق دیتا ہے جہاں تک اس کا گمان بھی نہ جائے۔

اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر
(رعد ۲۶)

اللہ ہی ہے جسے چاہتا ہے اس کی روزی کشادہ یا تنگ کر دیتا ہے۔

---

[1] سنن ابوداود کتاب النکاح ۵۴۲/۲، نسائی نکاح ۶۰/۲، مستدرک ۱۶۲/۲

وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ (ذاریات ۲۲) تمہاری روزی (کا فیصلہ) آسمان میں ہے اور وہ چیز بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

رزق کی کشادگی ازدواجی زندگی میں

مذکورہ بالا تفصیلات کی رو سے بخوبی واضح ہوگیا کہ شادی بیاہ کرنا اسلام کی نظر میں کسی بھی طرح حقیر یا ادنیٰ درجے کا کام جانا، بلکہ یہ عمل بھی ایک عبادت اور اجر و ثواب کا باعث ہے کیونکہ اس کے ذریعہ بے شمار دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں مگر بعض لوگ نکاح کرنے اور بیاہی زندگی گذارنے سے اپنی محتاجی یا غربت کی وجہ سے کتراتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے ترغیب دی ہے کہ اپنی محتاجی کی وجہ سے شادی بیاہ سے کترانا اس مسئلہ کا صحیح حل نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح حل یہ ہے کہ نکاح کے ذریعہ رزق تلاش کیا جائے یعنی جب کوئی بندہ نکاح کرکے معاشی جدوجہد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا رزق کشادہ کر دیتا ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق رزق کو نکاح کے ذریعے ڈھونڈنے کی تاکید کی گئی ہے۔

التمسوا الرزق بالنکاح رزق نکاح کے ذریعہ تلاش کرو[1]

مطلب یہ کہ رزق نکاح کے وسیلہ سے ملتا ہے لہذا محتاجی یا عیالداری کے خوف سے ازدواجی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

من ترک التزویج مخافۃ العیلۃ فلیس منا۔ جس نے محتاجی کے خوف سے نکاح نہیں کیا تو وہ ہمارا آدمی نہیں ہے[2]

اسلام میں نکاح اور ازدواجی زندگی کی اس قدر اہمیت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ انہیں اپنی زندگی کا ایک دن بھی بے نکاحی کی حالت میں مرنا پسند نہیں تھا۔

لو علمت انہ لم یبق من اجلی الا عشر لیال، لاحببت ان لا یفارقنی فیھن امراۃ۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میری زندگی کے اب صرف دس دن ہی باقی رہ گئے ہیں تو میں چاہوں گا کہ ان دس دنوں مجھ سے کوئی عورت جدا نہ ہو (بغیر بیوی کے میری موت نہ آنے پائے)[3]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان دس دنوں میں سے آخری دن مر جاؤں گا تو فتنہ کے خوف سے میں ضرور نکاح کر لوں گا[4]

---

[1] مسند فردوس، کنز العمال ۱۹/ ۲۷۶ [2] ایضاً ۱۶/ ۲۷۹ [3] رواہ الطبرانی وفیہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودی وھو ثقۃ ولکنہ اختلط، وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ مجمع الزوائد از نورالدین ہیثمی ۴/ ۲۵۱ [4] سنن سعید بن منصور ۱/ ۱۲۲ ۔ مصنف عبدالرزاق ۶/ ۱۷۰

نکاح کے غلط طریقے | نکاح کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس بندھن کے ذریعہ مرد اور عورت دونوں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے ہو رہیں یہ نہیں کہ محض ذائقہ چکھنے کی غرض سے ایک دوسرے سے لطف اندوز ہوتے رہیں یا عارضی طور پر کسی قسم کا معاہدہ کر کے مرد عورت کو نقصان پہنچائے یا اسے کسبی (رنڈی) بننے پر مجبور کرے۔ معاشرہ کی سلامتی صرف ازدواجی ضوابط کی پابندیوں میں ہے۔ لہذا دائمی معاہدۂ نکاح کے علاوہ جتنے بھی دوسرے طریقے ہو سکتے ہیں وہ سب مفسد تمدن ہوں گے۔

اسلام سے پہلے اہل عرب میں نکاح کے چند طریقے رائج تھے جن کا تذکرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی حدیث کی کتابوں میں اس طرح موجود ہے۔

۱۔ موجودہ طریقہ (اسلامی طریقہ) کے مطابق کوئی شخص کسی کی لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجتا اور پھر اس کا مہر ادا کر کے اس سے نکاح کر لینا۔

۲۔ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا (جب کہ وہ ماہواری سے فارغ ہو کر پاکی کی حالت میں ہوتی) کہ تو فلاں (بڑے آدمی کے پاس جا کر اس سے ہمبستر ہو جا۔ اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ ایک اچھا لڑکا حاصل ہو جائے۔ اور اس دوران وہ اپنی بیوی سے الگ رہتا جب تک کہ اس کا حمل ظاہر نہ ہو جائے۔ پھر اس کے بعد اگر وہ چاہتا تو خود بھی اپنی بیوی سے مجامعت کرتا۔

۳۔ دس سے کم آدمی ایک متعین عورت کے پاس جمع ہو جاتے اور اس سے (باری باری) مجامعت کرتے جب اس عورت کے بچہ ہوتا تو وہ سارے مردوں کو بلوا بھیجتی اور ایسے موقع پر کسی کی مجال نہ ہوتی کہ وہ آنے سے رہ جائے جب سارے مرد اس کے جمع ہو جاتے تو وہ جس شخص کو پسند کرتی اس کا بچہ قرار دے دیتی اور وہ اسی کا مان لیا جاتا۔ کسی کی مجال نہ ہوتی کہ وہ اس سے انکار کرے۔

۴۔ بہت سے مرد کسی ایک عورت کے پاس آتے جاتے رہتے اور وہ کسی کو نہ روکتی۔ اور یہ فاحشہ عورتیں تھیں جو اپنے دروازوں پر جھنڈے نصب کیا کرتی تھیں جب ان میں سے کسی عورت کے بچہ ہوتا تو سارے مردوں کو جمع کیا جاتا اور پھر قیافہ شناسوں کو بلایا جاتا۔ جو قیافہ شناسی کے ذریعہ بچہ کو کسی ایک مرد کے مشابہ قرار دیتے اور وہ اسی کا تسلیم کر لیا جاتا۔

مگر اسلامی شریعت نے موجودہ طریقہ کے علاوہ بقیہ تمام طریقوں کو باطل قرار دیا [۱]

حافظ ابن حجر اور علامہ بدر الدین عینی نے بعض علماء کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ ان کے علاوہ مزید تین طریقے

---

[۱] صحیح بخاری کتاب النکاح ۶/۱۳۲ مطبوعہ استنبول ۱۹۷۹ء

اہل عرب میں رائج تھے جن کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔

۵۔ نکاحِ خدن۔ (خفیہ دوستی) چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت میں اسی کا تذکرہ ہے۔

ولا متخذات اخدان۔ اور وہ عورتیں خفیہ دوستی کرنے والی نہ ہوں۔

۶۔ نکاحِ متعہ۔ عارضی طور پر کچھ مدت کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا۔

۷۔ نکاحِ بدل۔ یعنی ایک دوسرے کی بیویوں کو بدل لینا[۱]

چنانچہ آج کل مغربی ممالک میں بطور فیشن ایک دوسرے کی بیویوں کو بدل لینے کا رواج چل پڑا ہے۔ کیونکہ موجودہ انسان یکسانیت سے اکتا کر اپنی زندگی میں کچھ "نیا پن" لانا چاہتا ہے۔ اور وہ نئے نئے طریقوں کی کھوج میں رہتا ہے۔ چنانچہ دو دوست اپنی بیویوں کی رضامندی سے اس قسم کے جنسی تجربات کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اس طریقہ کا اصطلاحی نام "ادل بدل" یا SWIN GING ہے۔ اس طرح قدیم جاہلیت آج پھر سے زندہ ہو کر اپنے کرشمے دکھا رہی ہے۔

موجودہ اباحیت پسندی اور سماجی جرائم

اسلام کی نظر میں سوائے دائمی نکاح کے بقیہ تمام طریقے حرام اور ناجائز ہیں۔ مرد اور عورت کے ملاپ کے ان تمام غلط طریقوں کو روکنے کا مقصد اسلام کی نظر میں فحش کاری اور بے حیائی کا سدِ باب اور صحیح نسب کا اہتمام اور اس کی حفاظت ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کے بندھن کے سوا بقیہ تمام طریقوں میں نسب مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اور ان طریقوں کے ذریعہ پیدا ہونے والی اولاد کا الحاق کسی ایک شخص سے درست قرار دینا عقلی اعتبار سے ممکن نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ کوئی شخص بعض سماجی رواجوں کی وجہ سے مجبوراً اس کو تسلیم بھی کرلے تو یہ بات واقعہ اور حقیقت کے لحاظ سے درست نہیں ہو سکتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے کسی بھی "حرامی" بچہ کی اگلی نسل مشتبہ اور داغدار ہونے کی بنا پر معاشرہ میں کمتر اور حقیر قرار دی جائے گی اور اس طرح وہ تمام بچے جو اس فرد کی نسل سے تعلق رکھتے ہوں وہ ہمیشہ ذلت اور احساس کمتری سے دوچار ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ چیز معاشرتی و تمدنی نقطۂ نظر سے سخت مضر اور فساد پرور ہوگی۔ لہٰذا اسلام نے ان تمام طریقوں کو یک لخت ناجائز اور حرام قرار دیا ہے تاکہ انسانی معاشرہ تعمیر کی طرف آگے بڑھے اور اس میں تخریبی رجحانات پیدا نہ ہوں۔

واضح رہے آج کل مغربی ملکوں میں جنسی اباحیت پسندی PERMISSIVENESS کی وجہ سے ناجائز یا حرامی بچوں کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ اس کی وجہ سے بہت سے پیچیدہ اور لاینحل معاشرتی و تمدنی مسائل پیدا

---

[۱] فتح الباری شرح صحیح بخاری از حافظ ابن حجر ۹/۱۸۲ مطبوعہ ریاض۔ نیز عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری از علامہ عینی ۲۰/۱۲۳ مطبوعہ لاہور۔

ہو گئے ہیں۔ اور سماجی جرائم میں بھی آج کل یہی طبقہ زیادہ ملوث نظر آتا ہے۔ کیونکہ ان بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت نہ ہونے کے باعث ان میں سماج سے باغیانہ اور مجرمانہ رجحانات پیدا ہوتے ہیں جو انہیں تخریب کاری کی طرف لے جاتے ہیں اور اس بنا پر وہاں کے عقلا اور دانشور حیران ہیں کہ ان مشکل ترین سماجی مسائل کا حل کس طرح نکالا جائے؟ لیکن اس کا حل صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ حرام کاری اور اباحت پسندی کی طرف لے جانے والے تمام دروازے بند کئے جائیں۔

اسلام کی حقیقت پسندی خلاصہ بحث یہ کہ جب لڑکا یا لڑکی جوان ہو جائیں اور وہ نکاح کی بھی استطاعت رکھتے ہوں تو ان کو پاک دامنی کی زندگی اختیار کرنے کی غرض سے نکاح ضرور کر لینا چاہئے۔ کیونکہ بے نکاحی یا تجرد کی زندگی کی وجہ سے بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح بیوہ اور مطلقہ (طلاق والی) عورتوں کے نکاح کی بھی اسلام میں بڑی تاکید آئی ہے۔ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی خبرگیری کے خیال سے بھی متعدد نکاح کر کے امت کے لئے ایک نمونہ پیش کیا ہے[1] اور نکاح کرنے والوں کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کے رزق میں کشادگی عطا کرے گا۔ یعنی ایسے افراد کا رزق اللہ کے ذمہ ہو گا۔ نکاح کا ایک اہم ترین مقصد اولاد کا حصول ہے۔ جس کے کئی فوائد ہیں مثلاً

۱۔ تاکہ نسل انسانی کا تسلسل قائم رہے۔
۲۔ بڑھاپے میں وہ ماں باپ کی دیکھ بھال کر سکے۔
۳۔ اپنے مال و املاک کا وارث بن سکے۔
۴۔ اس کا نام اور اس کے کارنامے زندہ رہ سکیں۔
۵۔ اولاد کی دعا اور نیکیوں کی وجہ سے اس کی نجات ہو سکے۔

اس کے علاوہ ماں باپ کو اپنی اولاد سے جو لگاؤ ہوتا ہے اور انہیں دیکھ کر جو مسرت و شادمانی حاصل ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ دنیا میں کسی شخص کے لئے سب سے زیادہ عزیز چیز اپنی اولاد ہی ہوتی ہے جس کا بدل دنیا کی دوسری کوئی بھی چیز نہیں بن سکتی۔ اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمایا جو بانجھ ہو۔ اگرچہ وہ اچھے نسب اور منصب والی ہو۔

ان تمام وجوہات کی بنا پر ظاہر ہوا کہ نکاح اور خاندانی زندگی کا مقصد محض جنسی لطف اندوزی نہیں بلکہ اصلاً

---

[1] چنانچہ حضرت سودہ بنت زمعہ رض، حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رض، حضرت زینب بنت خزیمہ رض، حضرت ام سلمٰی رض اور حضرت ام حبیبہ رض بنت ابوسفیان رض وغیرہ بیوہ تھیں اور حضرت زینب بنت جحش رض مطلقہ تھیں جو آپ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رض کے نکاح میں تھیں۔

دینی و دنیوی فوائد کا حصول ہے۔ اگرچہ اس میں جنسی پہلو بھی بطور ایک عامل و سبب کے نمایاں طور پر ضرور موجود ہے اور اس میں نقاشِ فطرت کی بہت بڑی حکمت و مصلحت نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان زندگی کی جدوجہد سے اکتا نہ جائے بلکہ وہ اپنے فرائض و واجبات کو خوشی خوشی انجام دیتا رہے۔ لہٰذا خلاقِ عالم نے اس "کڑوی دوا" میں تھوڑی سی "شکر" کی بھی آمیزش کر دی ہے۔

اس سلسلے میں اسلام کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ دیگر ادیان و مذاہب کے مقابلے میں حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف اس پورے عمل کو بلکہ بجائے خود جنسی فعل کو بھی عبادت قرار دے دیا۔ جس کا کوئی ادنیٰ سا تصور بھی دیگر مذاہب میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس بہت سے مذاہب میں تجرّد و رہبانیت کی زندگی کو افضل قرار دیتے ہوئے ازدواجی زندگی کی مذمت کی گئی ہے اور جنگلوں بیابانوں میں رہ کر نفس کشی کرنے اور راہبانہ زندگی گذارنے کو روحانیت کی معراج تصور کیا گیا ہے۔ مگر اس قسم کے تصورات چونکہ غیر فطری تھے جو انسانی فطرت سے میل نہیں کھاتے تھے۔ اس لئے انہیں دوام وثبات حاصل نہیں ہو سکا۔

اور پھر جن مذاہب میں اس قسم کی ریاضت و رہبانیت کے تصورات کے بجائے ازدواجی زندگی کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ ان میں بھی مرد اور عورت کے تعلقات کی صحیح نوعیت واضح نہیں ہے جس طرح کہ اسلام میں ہر چیز کا واضح اور کافی وشافی بیان موجود ہے۔ اس تقابلی مطالعہ سے ادیانِ عالم میں اسلام کا تکمیلی پہلو واضح ہوتا ہے اور اس کا اصل کارنامہ سامنے آتا ہے۔

مذاق کا نکاح اور مذاق کی طلاق ازدواجی (گرہستی) زندگی کی اس اہمیت و افادیت سے اسلامی شریعت کا مزاج اور اس کی ماہیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ وہ قدم قدم پر انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حقیقت پسندی سے کام لیتی ہے اور ایسے تمام رجحانات پر روگ لگاتی ہے جو انسانی فطرت اور ایک صالح تمدن کے خلاف ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی شریعت میں مذاقاً نکاح کرنا یا مذاق کے طور پر طلاق دینا نافذ قرار دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی عاقل و بالغ شخص مذاق کے طور پر نکاح کرے یا طلاق دے دے تو وہ قانونی طور پر لاگو ہو جائے گا اور اس کا یہ عذر قابلِ سماعت نہ ہوگا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ جیسا کہ احادیث میں صراحت موجود ہے۔

ثلاثٌ جدُّهنّ جدٌّ وهزلهنّ جدٌّ۔ النكاح والطلاق والرّجعةُ۔	تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی۔ اور وہ ہیں نکاح طلاق اور رجعت (یعنی طلاق رجعی کے بعد عورت کو پھر سے بیوی بنا لینا

(بقیہ صـ ۳۳ پر)